رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

بہ تنبیہ عزمِ ملک

سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

Digtized by Khilafat Library

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح
جناب سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی مرحوم ۱،۲
مسئلہ وفات مسیح ناصری ۳
القنطرۃ ترديد کتاب کنز فضل رحمانی ۵،۴
مفوضات ثنائی میں سے کچھ ۶
آریہ کے سوالوں کا جواب ۸
کیا یہ خطوط ہوئے ہیں ۱۰
حضور لفٹنٹ گورنر بہادر کا پیغام اہل پنجاب کے نام
صداقت اسلام
فتح کی خوشی ۱۱
یورپ کی خبریں ۱۲

جلد ۶ | ۲۳ نومبر ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۱۸ صفر المظفر سنہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۳۹

مدینۃ المسیح

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی صحت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ ۲۲ تاریخ حضور بعد نماز جمعہ سیر کو تشریف لے گئے ہیں۔

۳۰-۳۱ ماہ حال کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا سالانہ معائنہ جناب انسپکٹر صاحب مدارس نے کیا۔

امسال سالانہ جلسہ حضرت خلیفۃ المسیح کی مسلسل بیماری اور جنگی بخار کی عام شکایت پیدا ہو جانے سے تا حال کسی قسم کی تیاری نہ ہو سکنے کی وجہ سے ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے عنقریب مفصل اطلاع شائع ہو گی انشاء اللہ۔

جناب سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی مرحوم

حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی ان خوش قسمت اور قابل رشک بزرگوں میں سے ایک بزرگ تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر کے ایمان و اسلام کی لازوال دولت سے مالا مال ہوئے۔ انہوں نے اپنی طبع سلیم اور پاک فطرت کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کو اس وقت پہچانا۔ جبکہ ایک ظاہر بین انسان ہرگز ہرگز ان کامیابیوں کو نظر میں نہیں لا سکتا تھا۔ جو بعد میں خدا کے مسیح کو حاصل ہوئیں۔

اس وقت میر صاحب مرحوم عمر کے اس حصہ میں سے گذر رہے تھے جس کا نام عنفوان شباب ہے اور یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جبکہ اکثر لوگ گمراہی کی طرف بسرعت قدم مار رہے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جن کو خدا ہدایت پر قائم رکھنا چاہتا ہے۔ ان کی اسی طرح تائید کرتا ہے۔ جس طرح جناب میر صاحب مرحوم کی کی گئی۔ کیا ہی خوش قسمت تھے میر صاحب مرحوم کہ انہوں نے خدا کے نبی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جمال و جلال کے مظہر کو اپنی جوانی کی عمر میں پہچانا۔

حضرت مسیح موعودؑ ابتداء دعویٰ میں سنت انبیاءؑ کے مطابق کس مپرسی اور گمنامی کی حالت میں تھے۔ ایسی حالت میں آپ پر ایمان لانا۔ ایمان لانیوالے کی نیکی اور تقویٰ کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اور پھر دم آخر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے تقویٰ و طہارت کا پتہ دیتا ہے۔ جناب میر صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں داخل ہونے کے دن سے لیکر آخری دم تک

اپنی جس قوت ایمانی اور جوش دینی کا ثبوت دیا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ہماری جماعت کا ہر ایک فرد اس سے خوب واقف اور آگاہ ہے۔ جناب میر صاحب مرحوم کو خدا تعالیٰ نے جہاں روحانی افضال کا وارث بنایا ہوا تھا۔ وہاں انہیں دنیاوی انعامات سے بھی حصہ وافر عطا کیا ہوا تھا۔ چنانچہ آپنے اہلمدی سے ترقی کرکے ضلع کی سپرنٹنڈنٹی تک کا عہدہ حاصل کیا اور اس سے باعزت ریٹائر ہونے پر آجکل رجسٹرار کے معزز عہدہ پر فائز تھے۔ آپ پر خدا تعالیٰ کا یہ بھی خاص فضل تھا۔ کہ آپ کا سارا خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں داخل ہے۔ جس وقت غیر مبایعین نے علم بغاوت بلند کیا تو میر صاحب مرحوم نے بھی خلیفہ برحق سیدنا محمودؑ کی بیعت کرنے میں چند دن اس غرض سے توقف کیا کہ گروہ بغاۃ کو سمجھا کر خلیفہ وقت کی بیعت میں داخل کریں۔ چنانچہ آپ انکی جلسوں اور انجمنوں کے جلسوں میں شامل ہوتے رہے۔ اور وہ لوگ بھی آپ کو خاص عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنے ایک خاص جلسہ میں جناب میر صاحب کو خلیفہ تسلیم کیا۔ اور ان کے تقویٰ و طہارت کا ذکر کرکے کہا کہ اب میر صاحب ہمیں مشورہ دیں کہ ہمیں کیا طریق عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ جو یہ فرمائینگے۔ اسپر ہم عمل کرینگے۔ لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے جناب میر صاحب کے مشورہ کو قبول نہ کیا۔ اور دن بدن عناد اور بغض میں بڑھتے گئے۔ اسپر جناب میر صاحب نے ان کے راہ راست پر آنے سے ناامید ہوکر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت کرلی اور اخیر وقت تک حضور سے نہایت اخلاص اور عقیدت کا ثبوت دیتے رہے۔ ابھی چند ہی دن ہوئے۔ کہ حضور کی بیماری کا حال سنکر یہاں تشریف لائے تھے۔ اور ہر طرح تندرست توانا تھے۔ اسوقت کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ آپ اسقدر جلدی ہم سے جدا ہوجائینگے۔ آپ یہاں سے تشریف لیجانے پر اپنے گھر میں بھی بالکل تندرست تھے۔ کہ ایک دن تہجد کی نماز بالاخانہ کی چھت پر پڑھنے کے لئے اٹھے۔ اور دیر تک نماز میں مصروف رہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب نیچے آئے۔ تو کہا کہ میرے سینے میں کسی قدر درد معلوم ہوتا ہے۔ اور اپنی لڑکی کو درد کی جگہ تیل کی مالش کرنے کے لئے کہا۔ وہ مالش کرنے ہی لگی تھیں۔ کہ انہوں نے درد کندھے کے قریب ہونا بتایا۔ اور بتانے کے ایک آدھ منٹ بعد لمبا سانس آیا۔ اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ہے مختصر سی کیفیت ان کے وفات پانے کی۔ جو ہم نے زبانی طور پر دریافت کرکے لکھدی ہے۔ اگر اس سے مفصل حالات معلوم ہوئے۔ تو وہ بھی شائع کردیئے جائینگے ؛

جناب میر صاحب مرحوم کی عمر پچاس سال سے متجاوز تھی غالباً ساٹھ سے کچھ کم ہوگی۔ آپ بڑے ڈیل ڈول کے انسان تھے۔ چہرہ سے نور ٹپکتا تھا۔ نہایت منکسر المزاج اور حلیم الطبع اور رقیق القلب تھے جلسہ سالانہ پر کئی دفعہ اپنی نظمیں نہایت درد اور رقت سے پڑھا کرتے تھے۔ آپکی نظموں کے مضامین محض تخیل اور شاعرانہ نہیں ہوتے تھے بلکہ واقعات درد۔ سوز۔ سائل اور اخلاص سے بھرے ہوتے تھے۔ آپکے پڑھنے کا طرز و انداز اور مخلصانہ اور تصنع و بناوٹ سے بالکل الگ ہوتا تھا۔ جس سے حاضرین پر رقت طاری ہوجایا کرتی تھی ؛

جناب میر صاحب مرحوم احمدیت کے ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپکے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۱ء میں اپنی کتاب ازالہ اوہام میں آپکا ذکر ان محبت بھرے الفاظ میں کیا ہے فرماتے ہیں:-

سید صاحب **محب صادق** اور اس عاجز کے ایک نہایت مخلص دوست ہیں جسقدر خدا تعالیٰ نے شعر اور سخن میں ان کو قوت بیان دی ہے وہ رسالہ "قول فصیح" کے دیکھنے سے ظاہر ہوگی میر حامد شاہ کے **بشرہ سے علامات صدق و اخلاص و محبت ظاہر ہیں** اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اسلام کی تائید میں اپنی نظم و نثر سے عمدہ عمدہ خدمتیں بجالائینگے انکا جوش **سے بھرا ہوا اخلاص اور انکی محبت صافی جس حد تک مجھے معلوم ہوتی ہے میں اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ مجھے نہایت خوشی ہے کہ وہ میرے پرانے دوست میر حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ کے خلف رشید ہیں۔** (ازالہ صفحہ ۷۸۵)

ان الفاظ سے جو حضرت مسیح موعودؑ نے میر صاحب مرحوم کے لئے استعمال فرمائے اور زیادہ آپکے متعلق کوئی کیا لکھ سکتا ہے ؛

اخیر میں ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے جناب میر صاحب مرحوم کو اپنے فضل اور کرم کے نیچے اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ عطا کرے۔

اللّٰھم اغفرلہ وادخلہ فی الجنۃ

اور اُن کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ فی الحال انہیں امانتاً سیالکوٹ میں دفن کیا گیا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کے لئے جنازہ لایا جائیگا ؛

نماز جنازہ | صدیق احمد پسر عزیز احمد صاحب موضع جاولی مسماۃ خدیجہ بی بی دختر مولوی محمد عبداللہ صاحب بھینی و عبد الغنی صاحب بکھوکھر۔ احمد الدین صاحب کمہار سکنہ موضع بھینی۔ مسماۃ زینب بی بی زوجہ فتح علی جٹ چک شاخ شمالی نہر جہلم و اہلیہ برادر جان خان صاحب جھانسی و نواسہ حشمت علی و جلال و علاء الدین لکھنئے و اتا دیکا دختر میر ارشاد علی صاحب بدایوں۔ برادر فقیر محمد خان صاحب ضلع اناو میاں دادو صاحب سید دالہ و سعید احمد خان پسر سردار خان صاحب کپور تھلوی و سلطان علی صاحب ضلع سرگودھا۔ اہلیہ میاں منشی خان صاحب ضلع گورداسپور ... برادر فتح علی شاہ موضع بھملہ ضلع گوجرات کی لڑکی اور ان کے لڑکی بیوی و برادر اصغر علی خان صاحب سیالکوٹ کی بیوی اور لڑکی و برادر عبد الحفیظ صاحب ساکن لدھیکے والہ صاحب جناب حافظ سید عبد المجید صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ منصوری۔ فوت ہوگئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحومین کا جنازہ غائب پڑھیں ؛

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۳ نومبر ۱۹۱۸ء

مسئلہ ولادت مسیح ناصری

حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم کی ابتدائی حالت سے مولوی محمد علی کی موجودہ حالت کا مقابلہ

حضرت مسیح علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود کی جو تقریر ہم نے پیش کرکے مولوی محمد علی صاحب کو اپنا خیال بدلنے کی تحریک کی تھی۔ اسپر انہوں نے تو کچھ بھی توجہ نہیں کی۔ جس سے حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں ان کی ہٹ دھرمی کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ البتہ پیام صلح نے ان کی وکالت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"تعجب ہے کہ مولوی (عبدالکریم) صاحب مرحوم تو مسیح موعود سے بالمشافہ بحث کرتے اور جھگڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ باوجود مسیح موعود کے بار بار فرمانے کے کہ ہمارا یہی مذہب ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔ پھر بھی اسکے قائل نہ ہوئے۔ اور ان کی روحانی فرزندیت میں بھی اس سے کوئی ہرج واقعہ نہ ہو۔ لیکن آج اگر حضرت مولوی محمد علی صاحب یہ فرما دیں۔ کہ اس امر کو عقائد اسلامی سے جن پر ہمارے اعمال کی بنا ہے۔ کوئی تعلق نہیں۔ تو بس آپ مسیح موعود کی فرزندیت سے ہی خارج ہو گئے۔ بلکہ ایک دوسرے فتوے کے رُو سے خارج از اسلام ہی ہو گئے"

پھر ایڈیٹر صاحب پیام صلح نے اپنے انوکھے دماغ کے ذریعہ اسی تقریر کے ایک ناتمام فقرہ سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا ہے کہ:-

"حضرت مسیح موعود اس کو برا نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی شخص مسیح علیہ السلام کو باباپ مانے نہ ہی اس سے کسی کو اپنی روحانی فرزندیت سے خارج ٹہراتے تھے۔ صرف اپنا مذہب آپ بتا دیتے"

پیام صلح کے مندرجہ بالا الفاظ کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اسے اتنی بھی قابلیت نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود کے صاف اور واضح الفاظ کا صحیح مطلب سمجھ سکے۔ یا اپنے ناظرین کو دہوکہ دینے کی خاطر اصل الفاظ کو پیش نہ کرکے الٹ پلٹ تاویل کر دی ہے۔ اور اتنا نہیں سوچا۔ کہ اصل حقیقت کے انکشاف پر کس قدر شرمندگی اور ندامت کا سامنا ہوگا۔

پیام صلح نے محض نمائشی طور پر اسبات پر بڑے تعجب کا اظہار کیا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے بالمشافہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدایش کے متعلق گفتگو کرنے اور ان کے بن باپ پیدا ہونے کے قائل نہ ہونے سے تو ان کی روحانی فرزندیت میں کوئی فرق نہ آیا۔ لیکن اسی بات کا اعلان کرنے سے مولوی محمد علی صاحب کو الفضل نے کیوں حضرت مسیح موعود کی روحانی فرزندیت سے خارج کر دیا ہے۔ افسوس کہ حضرت مسیح موعود کی تقریر کے اصل الفاظ پر یا تو غور نہیں کیا گیا۔ یا اپنے امیر صاحب کی وکالت کا حق ادا کرنے کے لئے غلط نتیجہ نکالا گیا ہے۔ تقریر میں حضرت مسیح موعود صاف طور پر فرماتے ہیں کہ:-

"میں ان (مولوی عبدالکریم صاحب) سے بہت عرصہ سے واقف ہوں۔ اسوقت بھی میں نے ان کو دیکھا تھا۔ جب وہ **نیچری** تھے اس وقت بیعت بھی کر لی تھی۔ لیکن ابھی بعض اُمور ان کے دل میں تھے۔ چنانچہ مسیح کے بے باپ پیدا ہونے پر مجھ سے گفتگو بھی کیا کرتے تھے"

اِن الفاظ سے واضح اور کھلے طور پر معلوم ہو رہا ہے اور ہرایک اُردو دان باآسانی معلوم کر سکتا ہے۔ کہ ان میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے اس زمانہ کا ذکر ہے۔ جبکہ آپ ابھی "نیچری" خیالات کے تھے۔ اور اگرچہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کر لی تھی۔ تاہم بعض ایسے اُمور جن سے نیچریت ظاہر ہوتی تھی۔ ان کے دل میں تھے۔ جنمیں سے ایک بطور مثال حضرت مسیح موعود نے یہ بیان فرمایا کہ:-

"مسیح کے بے پدر ہونے پر مجھ سے گفتگو بھی کیا کرتے تھے۔ اور کئی بار کہا کرتے کہ اس کا بھی فیصلہ کر دو۔ مگر میں انہیں جواب دیا کرتا کہ ہمارا یہی مذہب ہے۔ کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے"

اس سے جہاں یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح کو باباپ ماننا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے نزدیک نیچریت ہے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ایسی حالت میں بھی کسی کی بیعت لے لیا کرتے تھے۔ جبکہ ابھی بعض اُمور میں آپ سے اختلاف ہوتا تھا۔ اس سے غیر مبائعین کا وہ اعتراض بالکل باطل اور لغو ہو جاتا ہے۔ جو وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر اسلئے کیا کرتے ہیں۔ کہ آپ نے بعض اُمور میں اختلاف رکھنے کے باوجود بیعت کر لینے کو جائز اور روا قرار دیا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کے الفاظ صاف طور پر بتلا رہے ہیں۔ کہ آپ نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی اس زمانہ میں بیعت قبول کر لی۔ جبکہ ابھی ان کے دل میں نیچریت کے بعض خیالات پائے جاتے تھے۔ پس جب ایک شخص بعض نیچریت کے خیالات رکھنے کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کر سکتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ بعض اُمور میں جزوی اختلاف رکھکر آپ کے خلیفہ کی بیعت میں کوئی داخل نہ ہو سکے۔ خیر یہ ایک الگ بات ہے۔ اور زیر بحث مضمون سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلئے اشارتاً ذکر کرنے پر ہی اکتفا کرکے اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔ اور پیام صلح سے پوچھتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود کے الفاظ واضح طور پر بتہ دے رہے ہیں کہ یہ مولوی عبدالکریم صاحب کے اس زمانہ کا ذکر ہے۔

جبکہ نیچریت کے ساتھ تعلق رکھنے والے بعض اُمور ان کے دل میں باقی تھے۔ تو پھر کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اس زمانہ میں انہیں حضرت مسیح موعود کی روحانی فرزندیت کا پورا پورا درجہ حاصل تھا۔ اور حضرت مسیح ناصری کے بے پدر ہونے پر بالمشافہ گفتگو کرنے سے ان کی روحانی فرزندیت میں کوئی حرج واقعہ نہ ہوا۔ اس سے بڑھ کر حرج اور نقص اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ان کی اس زمانہ کی حالت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ نیچریت کے بعض خیالات ان کے دل میں پائے جاتے تھے۔ اور حضرت مسیح کے بے پدر ہونے پر گفتگو کرنے کو بطور مثال پیش فرماتے ہیں۔ پس جب ان ایام میں جنہیں مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم حضرت مسیح کے بے پدر ہونے پر گفتگو کرتے۔ اور اس کے قائل نہ ہوتے تھے۔ انہیں حضرت مسیح موعود کے رُوحانی فرزند ہونے کا درجہ ابھی حاصل نہ ہُوا تھا بلکہ ان کا حضرت مسیح کو باباپ کہنا نیچریت تھی۔ تو اب مولوی محمد علی صاحب اسی نیچریت کے خیال کو ظاہر کرنے اور پھر اسپر اصرار کرنے سے کس طرح حضرت مسیح موعود کی روحانی فرزندیت میں رہ سکتے ہیں کیا عبرت کا مقام اور افسوس کی جگہ ہے۔ کہ وہ بات جو حضرت مسیح موعود نے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کے ابتدائی زمانہ کی بطور ان کے اسوقت کے نقص کے پیش کی تھی۔ اور جسے آپ نے نیچریت کے اُمور میں سے ایک امر قرار دیا تھا۔ اسی کو مولوی محمد علی صاحب اپنے اس زمانہ میں جبکہ وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کی اتباع میں کمال پر پہونچا ہوا یقین کرتے ہیں اور اپنی تحقیقات کے نتیجہ کے طور پر پیش کرتے ہیں اسکو پھر اسکے خلاف کہنے یعنے حضرت مسیح کو بغیر باپ ماننے کو اسلام پر "خطرناک" حملہ قرار دیتے ہیں اس سے بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ "الفضل" انہیں حضرت مسیح موعود کی رُوحانی فرزندیت سے خارج کر رہا ہے یا وہ خود اپنے ہاتھوں خارج ہو رہے ہیں۔

پیام صلح کی یہ سخت نادانی اور جہالت ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ سے جو آپ نے مولوی عبد الکریم صاحب کی بالکل ابتدائی حالت کی نسبت فرمائے۔ ان کی روحانی فرزندیت کا اندازہ لگاتا ہے۔ اور ہم سے پوچھتا ہے کہ

"اگر ایسا خیال رکھنا (یعنی حضرت مسیح کا باپ ماننا) واقعی مسیح موعود کی فرزندیت سے خارج ہونا ہے۔ تو مولوی عبد الکریم صاحب جب باوجود بیعت کرنے کے آپ سے اسبارہ میں بحث کرتے تھے۔ تو ان کی رُوحانی فرزندیت کا کیا حال تھا"

حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ اسوقت مولوی عبد الکریم صاحب کی رُوحانی فرزندیت کا وہی حال تھا۔ جو خود حضرت مسیح موعود نے فرمادیا کہ:۔

"اسوقت بھی میں نے ان (مولوی عبد الکریم صاحب) کو دیکھا تھا جب وہ نیچری تھے۔ اس وقت بیعت بھی کرلی تھی لیکن ابھی بعض امور ان کے دل میں تھے۔ چنانچہ مسیح کے بے پدر ہونے پر مجھ سے گفتگو بھی کیا کرتے تھے۔"

جس ابتدائی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ اگر وہ حضرت مسیح موعود کی رُوحانی فرزندیت کی متقاضی ہے۔ تو پیام صلح کو حق ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کی بھی ایسی ہی حالت ہو جانے پر انہیں حضرت مسیح موعود کی روحانی فرزندیت میں داخل کرے۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور یقیناً نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی اس ابتدائی حالت کو حضرت مسیح موعود نیچریت قرار دیتے ہیں۔ تو مولوی محمد علی صاحب پر بھی یہی فتوےٰ لگیگا۔ پیام صلح اگر کچھ بھی عقل سے کام لیتا۔ تو مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی رُوحانی فرزندیت کا پتہ ان کے ابتدائی ایام سے نہ لگاتا بلکہ اس کے لئے ان کی اس زندگی پر نظر کرتا جو انہوں نے حضرت مسیح موعود کی محبت میں آخر دم تک بسر کی۔ اور پھر اس سے مولوی محمد علی صاحب کی حالت کا مقابلہ کرتا۔ مولوی عبد الکریم صاحب کی کہاں تو وہ ابتدائی حالت جس میں حضرت مسیح موعود سے حضرت عیسیٰ کے بے پدر ہونے پر گفتگو کیا کرتے تھے اور کہاں یہ حالت کہ حضرت مسیح موعود ان کی یہ صفت بیان فرماتے ہیں کہ:۔

گوہرش چوں آب در تلئے داشت از فہم رسا
ہرچہ ما گفتیم داخل شد دراں طبعے فہیم

یعنے جو کچھ ہم نے انہیں کہا۔ وہ ان کی طبع سلیم میں داخل ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود کی اس شہادت کے ہوتے ہوئے "پیام صلح" کو یہ الفاظ لکھتے ہوئے شرم کرنا چاہئے تھا۔ کہ

"وہ مولوی (عبد الکریم) صاحب مرحوم تو مسیح موعود سے بالمشافہ بحث کرتے اور جھگڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ باوجود مسیح موعود کے بار بار فرمانے کے کہ ہمارا یہی مذہب ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔ پھر بھی اس کے قائل نہ ہوئے۔"

یہ مولوی محمد علی صاحب کی بے جا حمایت کرتے ہوئے نہ صرف مولوی عبد الکریم صاحب پر بلکہ حضرت مسیح موعود پر ایک سخت خطرناک حملہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ تو مولوی عبد الکریم صاحب کے متعلق یہ فرماتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے انہیں کہا۔ اُسے ان کی طبع سلیم نے قبول کر لیا تھا۔ لیکن پیام صلح کہتا ہے کہ وہ باوجود مسیح موعود کے بار بار سمجھانے کے حضرت عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے کے قائل نہ ہوئے پر نہ ہوئے۔ افسوس ان لوگوں پر جو بات بات میں حضرت مسیح موعود ع پر حملہ کرتے۔ اور آپ کی شان کو بٹہ لگاتے ہیں۔ پیام صلح ذرا آنکھیں کھولکر حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل نظم کو پڑھے۔ جو آپ نے مولوی عبد الکریم صاحب کے متعلق کہی ہے۔ اور پھر دیکھے کہ کیا جس انسان کی یہ صفات خدا کا برگزیدہ اور مُرسل بیان فرمائے وہ اس سے کسی ایسی بات میں اختلاف رکھ سکتا ہے جو نیچریت سے تعلق رکھتی ہو۔ حضرت مسیح موعود ع

فرماتے ہیں :-

کے تواں کردن شمار خوبی عبدالکریم
آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم

حامی دین آنکہ یزداں نام او دیدہ نہاں
عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دینِ قویم

صدق و زید و بصدق کامل و اخلاص تمام
موردِ رحمت شدہ اندر درگہِ ربِ علیم

گرچہ جنسِ نیکواں ایں چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے بایں صفا دُرِّ یتیم

مدتے در آتشِ نیچر فرو افتادہ بود
ایں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم

نیز عجب تر آنکہ او دیدیم در چندروز
مظہرِ اسرارِ حق فخر عارفِ از قدیم

گوہرش چوں آبِ تابے داشت از فہم رسا
ہر چہ ما گفتیم داخل شد دراں طبعِ فہیم

اس نظم میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے مولوی عبدالکریم صاحب کی اس ابتدائی حالت کی طرف جبکہ وہ مسیحؑ کے بے پدر ہونے پر گفتگو کیا کرتے تھے - بایں الفاظ اشارہ فرمایا ہے - کہ

مدتے در آتشِ نیچر فرو افتادہ بود

لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے - کہ

ایں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم

جس سے انکی بعد کی زندگی کے ہر قسم کی آلائشوں سے پاک و صاف ہونے اور ان کے حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی فرزندیت میں داخل ہونے کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے - چنانچہ دوسرے اشعار بھی بڑے زور اور صفائی کے ساتھ اسکی تصدیق کر رہے ہیں - پس پیام صلح کا مولوی عبدالکریم صاحب کی ابتدائی حالت کے ساتھ مولوی محمد علیصاحب کی موجودہ حالت کا مقابلہ کر کے انہیں حضرت مسیح موعودؑ کا روحانی فرزند کہنا سخت نادانی اور جہالت ہے - مولوی محمد علیصاحب حضرت عیسیٰؑ کے بے باپ ہونے کا عقیدہ رکھکر حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی فرزندیت کا دعویٰ کرنیکے ہرگز مستحق نہیں ہیں - کیونکہ یہ وہ عقیدہ ہے جسے حضرت مسیح موعودؑ نے نیچریت کے امور میں سے قرار دیا ہے - جیسا کہ اس تقریر سے ثابت ہے - جو آپنے مولوی عبدالکریم صاحب کی ابتدائی حالت کے متعلق فرمائی - اور اس کا مزید ثبوت ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ دینگے ؟

النظر

تردید کتاب کلمۂ فضل رحمانی اسکے مصنف کی زبانی

قاضی فضل احمد لدہانوی سلسلہ احمدیہ کا ایک پرانا دشمن ہے - جس نے عرصہ ہوا عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے - ایک کتاب کلمۂ فضل رحمانی کے نام سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف شائع کی تھی - اور اس میں حد سے زیادہ غلط بیانی سے کام لیا تھا - چونکہ قاضی فضل احمد کو اپنی اس کتاب پر بہت بڑا ناز تھا - اور حال ہی میں اس نے اسے سلسلہ احمدیہ کے خلاف ایک زبردست حربہ کے طور پر پیش کرنا شروع کیا تھا - اسلئے خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے - کہ جن کے باعث قاضی مذکور کو خود اپنی زبان سے اس دروغ بافی اور غلط بیانی کا ایک حاکم اعلےٰ کے سامنے اقرار کرنا پڑا - جو اسنے اپنی کتاب کلمۂ فضل رحمانی میں کی تھی - جسپر عدالت نے صاف طور پر لکھا - کہ "جو الزامات مستغیث (قاضی فضل احمد) نے اپنی کتاب کلمہ میں مرزا غلام احمد قادیانی پر لگائے ہیں - وہ جھوٹے اور توڑے مروڑے ہوئے ہیں" پھر لطف یہ کہ وہ سب باب جو قاضی فضل احمد کی کتاب کے پرخچے اڑانے کے موجب بنے - وہ بھی قاضی مذکور کے خود ہی پیدا کردہ تھے - جن کا مختصر سا تذکرہ یوں ہے - کہ ۱۴ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء کو شیخ محمد شفیع صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لدہانہ نے ایک اشتہار شائع کیا جسے قاضی فضل احمد نے مزیل حیثیت عرفی قرار دیکر ۱۱ - نومبر سنہ ۱۹۱۶ء کو شیخ صاحب موصوف کے خلاف استغاثہ زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند دائر کر دیا - یہ استغاثہ ایک لمبے عرصہ تک عالیجناب شیخ اصغر علیصاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈپٹی کمشنر لدہانہ کے زیر سماعت رہا - جسکے دوران میں قاضی مذکور کی کتاب "کلمۂ فضل رحمانی" کے حوالجات پیش شیخ محمد شفیع صاحب کی طرف سے جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل جرح کرتے رہے - اس جرح نے جس کے جواب قاضی فضل احمد کی زبان سے نکلے ہوئے اور عدالت کے مصدقہ ہیں کلمۂ فضل رحمانی کو پرزہ پرزہ کر دیا ہے - اسی جرح کے دوران میں قاضی فضل احمد نے جناب ڈپٹی کمشنر موصوف کی خدمت میں ایک پرائیویٹ خط بھیجا - جس کے چند الفاظ یہ ہیں - کہ "اگر اسلام میں ارتکاب خودکشی حرام نہ ہوتا اور خاکسار بے علم ہوتا - تو شاید عدالت حضور میں حاضر ہونے کے قابل نہ ہوتا"

کتاب کلمۂ فضل رحمانی کے متعلق مصنف پر جرح مذکورہ بالا پر داخط عدالت کا فیصلہ جو نہایت زبردست اور قاضی فضل احمد کی اصل حقیقت کو ظاہر کرنیوالا ہے - نیز مقدمہ کی دوسری ضروری کارروائی کو ہمارے مکرم جناب حافظ سید عبدالمجید صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ گمرشل ہوس منصوری نے " تردید کتاب کلمہ فضل رحمانی اسکے مصنف کی زبانی " کے نام سے بہت عمدہ لکھائی چھپائی اور اچھے کاغذ پر غیر احمدیوں میں اپنے طور پر تقسیم کرنے کے لئے شائع کیا ہے - لیکن اس کی چند کاپیاں قیمتاً فروخت کرنے کی انہوں نے اجازت دی ہے تاکہ احمدی احباب اس ضروری رسالہ کا مطالعہ کر سکیں - اور غیر احمدیوں میں تقسیم کر کے ثواب پا سکیں - پس جو صاحب یہ رسالہ منگوانا چاہیں - مندرجہ ذیل پتہ سے فی رسالہ ۳ر اور ایک روپیہ کی چھ کاپیاں کے حساب سے منگوا لیں - ۱۸ × ۲۲ کے پچاس صفحوں کا رسالہ ہے -

ملنے کا پتہ

مینیجر احمدیہ کتب خانہ قادیان

(گورداسپور)

مفتریات ثنائی میں سے کچھ

(گذشتہ سے پیوستہ)

مولوی صاحب نے یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ پر الزام لگایا۔ کہ حقیقت الوحی میں انہوں نے یہ افترا کیا ہے۔ جو آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کیطرف یہ اعتقاد منسوب کیا ہے کہ کبھی خدا تعالیٰ وعدہ کر کے اس کو پورا نہیں کرتا۔ اور یہ الفاظ جو حقیقت الوحی میں آپ نے لکھے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ کہ قد یوعد ولا یوفی یہ الفاظ شیخؒ نے ہرگز نہیں لکھے بلکہ یہ تو کفر ہے جو شیخؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

میں نے مولوی صاحب کو ان کے مکان پر کہا کہ مولویصاحب۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تو صرف یہ فرمایا ہے۔ کہ بعض وعدے مشروط بشرائط مخفیہ ہوتے ہیں۔ وہ کبھی ان شرائط کے باعث پورے نہیں کئے جاتے ہیں..... واقعی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ پس آپ نے اصل بات کو بگاڑ کر کیوں پیش کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ٹھیک کیا ہے۔ مرزا صاحب نے وہی لکھا ہے جو میں نے کہا ہے۔ میری حقیقت الوحی چونکہ اس وقت مولویصاحب کے پاس تھی وہ مجھے دی۔ اور کہا کہ اچھا تم وہ مقام نکالو۔ میں نے [illegible] ان سے کہا کہ آپ ہی نکال لیں۔ مولویصاحب نے کہا کہ تم ہی نکالو۔ تب میں نے کتاب ہاتھ میں لی اور پوچھا۔ کہ مولویصاحب یہ حوالہ کہاں ہے تو مولویصاحب نے فرمایا۔ کہ میں تو سمجھا تھا کہ تم خود ہی نکال لوگے اور تم مجھ سے پوچھتے ہو مجھے تو یاد نہیں۔ تب میں نے کہا کہ مولویصاحب لیجئے حوالہ تو میں نکال دیتا ہوں۔ یہ صرف آپکا امتحان تھا۔ چنانچہ میں نے تھوڑی دیر میں حقیقۃ الوحی کے تتمہ صفحہ ۱۴۴ کی مندرجہ ذیل عبارت نکال کر پڑھی:-

"وہی وعدہ کی پیشگوئی جس کی نسبت یہ حکم ہے کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد [illegible] نسبت بھی ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ خدا اس وعدہ کا تخلف نہیں کرتا۔ جو اسکے علم کے موافق ہے لیکن جو انسان اپنی غلطی سے ایک بات کو خدا کا وعدہ سمجھ لے جیسا کہ حضرت نوحؑ نے سمجھ لیا تھا ایسا تخلف وعدہ جائز ہے..... اسی کے متعلق سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد ولا یوفی۔ یعنی کبھی خدا پہلے وعدہ کرتا ہے اور اسکو پورا نہیں کرتا اس قول کے بھی یہی معنے ہیں کہ ایک وعدہ کے ساتھ مخفی طور پر کئی شرائط ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ پر واجب نہیں کہ تمام شرائط ظاہر کرے"

اب چونکہ اس عبارت کا مفہوم وہی ہے جو میں نے بیان کیا تھا اسلئے میں نے کہا مولویصاحب لیجئے یہاں تو وہی مذکور ہے جو میں نے بیان کیا۔ تب مولویصاحب فرمانے لگے کہ یہ مرزا صاحب نے حوالہ غلط دیا ہے اصل کتاب میں یہ نہیں ہیں بلکہ وہاں تو لا یظہر للعبد وفاء بذالک ہے نہ کہ قد یوعد ولا یوفی۔ میں نے کہا کہ دونوں جملوں کا حاصل مطلب یا مفہوم واحد ہے اس لئے آپ کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ مولویصاحب نے کہا کہ شیخ کا منشاء تو صرف یہ ہے کہ وفا کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق صاحب نے شرح فتوح الغیب میں لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ مولویصاحب وہاں تو صاف الفاظ میں کالناسخ والمنسوخ بھی لکھا ہے تو کیا جو وعدہ منسوخ ہو گا اسکے لئے آپ کی تاویل چل جائیگی۔ تب مولویصاحب نے کسی کو مولوی عبدالغفور کے پاس بھیجا کہ جا کر فتوح الغیب لے آؤ۔ کتاب لائی گئی۔ اور مولویصاحب خود ہی دیکھتے رہے اور تھوڑی دیر بعد کتاب کو رکھدیا۔ اور بات دوسری باتوں میں مل گئی۔ معلوم نہیں کہ مولویصاحب نے اصل کتاب اسوقت کیوں نہ پیش کی۔ غالباً مولوی صاحب کو حوالہ نہیں ملا۔

اگلے دن میں نے غنیۃ الطالبین جسکے حاشیہ پر تمام و کمال فتوح الغیب بھی درج ہے لیکر حوالہ مطلوبہ تلاش کیا۔ اور اسی روز شام کو مولوی صاحب کے پاس پہنچا۔ اور مولوی صاحب کو کہا کہ مولوی صاحب لیجئے فتوح الغیب موجود ہے۔ آپ دیکھ لیں۔ اس میں تو وہی مذہب بیان کیا گیا ہے جو کل میں نے بیان کیا تھا اور جسے حضرت مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی میں بیان کیا ہے۔ مولویصاحب کے پاس جو فتوح الغیب تھی وہ مجھے دیکر فرمایا کہ لو اس میں سے نکالو۔ میں نے بجائے مقالہ ۵۶ کے جو مولویصاحب کے زیر نظر تھا۔ دانستہ مقالہ ۴۴ نکال کر مولوی صاحب کے سامنے رکھدیا جو حسب ذیل ہے:-

انما لم یستجب العارف کلما یسئل ربہ عز وجل ولم یوف لہ بکل وعد لئلا یغلب علیہ الرجاء فیہلک لانہ ما من حالۃ الا لذالک خوف و رجاء هما کجناحی طائر لا یتم الا بہما۔

ترجمہ عارف کا ہر ایک سوال جو وہ خدا سے مانگتا ہے قبول نہیں کیا جاتا۔ اور سب وعدے اس کے لئے پورے نہیں کئے جاتے اس لئے کہ اس پر امید غالب نہ ہو جاوے اور وہ ہلاک ہو جاوے کیونکہ وہ حالت اور مقام ایسا نہیں ہے جس کے لئے دو حالتیں نہیں ہیں۔ خوف اور امید۔ یہ دونوں مثل پرندے کے دو بازوؤں کے ہیں اور پرندہ کبھی کامل نہیں ہو سکتا مگر دونوں بازوؤں سے۔

اب چونکہ اس مقالہ کے الفاظ میں اور نہ شرح میں کوئی تاویل موجود تھی۔ اور نہ مولویصاحب کو یہ گنجائش تھی کہ وہ فرمائیں کہ اظہار وفا کی نفی ہے نہ مطلق وفا کی۔ اس لئے یہ الفاظ دیکھ کر مولویصاحب تھوڑی دیر تک خاموش رہکر بولے کہ لا یظہر للعبد وفاء بذالک۔ کہاں ہے۔ میں نے کہا کہ اسکو آپ چھوڑیئے اور اس کا جواب دیجئے۔ تب مولوی صاحب نے فرمایا کہ وہ حوالہ نکالو۔ تب میں نے وہ حوالہ بھی نکال دیا۔ جہاں شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:-

اس عبارت میں اشارہ ہے کہ ظہور وفا کا نفی ہے نہ اصل وجود وفا۔ وعدہ بہ سبب ناجائز

ہونے خلف کے وعدہ میں"۔

یعنی چونکہ خدا تعالیٰ کیلئے وعدہ کا خلاف کرنا جائز نہیں اسلئے لایظہر الوفاء میں صرف ظہور وفا کی نفی ہے مگر نہ اصل وعدہ کے ایفاء کی نفی جس طرح ہم کسی سے کہیں کہ میں تمہیں کچھ انعام دونگا پھر ہم وہ موعودہ انعام تو دیدیں۔ لیکن جسے انعام دیا ہے .. .. اس پر یہ ظاہر نہ کریں کہ جو ہم نے اپنے وعدہ کے مطابق انعام دیدیا ہے۔ تو ہمارا یہ ظاہر نہ کرنا ظہور وفا کی نفی ہے اور اگر ہم انعام ہی نہیں دیں تو یہ وعدہ کی نفی ہے۔

مولوی صاحب نے شیخ عبدالحق رحمہ کی عبارت پڑھ کر وہی تشریح کی جو میں نے اوپر لکھدی اور مولوی داؤد امرتسری نے بھی جو آپ کے ہمراہ تھے اپنے الفاظ میں اس ظہور وفا کی نفی کو میرے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی فرمایا کہ دیکھو پہلا حوالہ جو تم نے پیش کیا ہے اس کے معنی بھی یہی ہیں ورنہ کلام میں تناقض پیدا ہوجائیگا۔

اسمیں شک نہیں کہ بظاہر یہ تشریح اچھی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ وہ شرح ہے جو اصل کتاب کے منشاء کے خلاف ہے اور ایسی ہی ہے کہ کوئی مسلمان کسی منکر کے اعتراض سے بچنے کے لئے قرآن شریف کے خلاف تفسیر کرکے اپنا پہلو بچائے۔ اس لئے میں نے اسی وقت کہا کہ مولوی صاحبان میں اس تفسیر کو تسلیم کرلیتا اگر یہ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کیطرف سے ہوتی مگر یہ شرح جو آپ پیش کرتے ہیں اصل کلام کے خلاف ہے اسی مقالہ کے اندر عدم اظہار وفا کے معنوں کو کھولکر بیان کیا گیا ہے جو اسطرح ہے:۔

ثم یجوز ان یعدہ اللہ الوعد
ولا یظہر للعبد وفاء بذالک ولا
یبلغہ ما قد توہمہ من ذلک ...
... فیصیر الوعد حینئذٍ فی حقہ
مع اللہ عزوجل علی فعل
شئ فی نفسہ ونواہ ثم صرفہ
الی غیرہ وکالناسخ والمنسوخ
فیما اوحی اللہ عزوجل الی نبینا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما
ننسخ من آیۃ او ننسہا نأت بخیر
منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی
کل شئ قدیر۔

پس ایسے وقت میں ہوسکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے کوئی وعدہ کرے اور ظاہر نہ کرے بندہ کے لئے اس وعدہ کی وفا کو اور پہنچانا ہی نہیں۔ اس بات پر جس کا اس بندے کو خیال تھا × × × × × × × × پس ہوگا وعدہ اس وقت اس کے حق میں اللہ عزوجل کے ساتھ مانند اس مرد کی کہ جس نے اپنے جی میں کسی چیز کے کرنے پر قصد کیا اور اس کی نیت کی پھر اس قصد کو اس کے غیر کی طرف پھیر دیا اور مانند ناسخ و منسوخ کی اس چیز میں کہ وحی کی ہے اللہ عزوجل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور وہ وحی اسی عزوجل کا یہ قول ہے۔ جس آیت کو ہم منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں۔ لاتے ہیں ہم اس سے بہتر یا ویسی ہی کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اگرچہ مذکورہ بالا الفاظ جو مقالہ ۲۶ کے ہیں اس بات پر کافی شاہد ہیں کہ عدم اظہار وعدہ سے مراد یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس وعدہ کو منسوخ قرار دیتا ہے اور اس سے مولوی صاحب کی بیان کردہ شرح بالکل غلط ٹھہر جاتی ہے۔ لیکن میں نے اس کے علاوہ خود شیخ عبدالحق صاحب کے اپنے مندرجہ ذیل الفاظ بھی اسی فارسی کی شرح میں سے نکال کر مولوی صاحب کے سامنے رکھدئے:۔

اشکال درینجا این است کہ وعدہ کہ بہ بعض از درگاہ خداوند مے رود۔
گاہے آن وعدہ گم شود۔ و آن
موعود بہ ایشان رسانیدہ نمے
شود۔ پس این جا خلف در وعدہ حق
لازم مے آید۔ و آن باتفاق روا نبود۔
جوابش آنکہ شاید کہ آن وعدہ در واقعہ
موقوف بہ وقتے دیگر باشد۔ در دنیا یا
در آخرت۔ و اگر در وقت معین تمیز وعدہ کردہ
باشند تواند کہ مشروط و مقید باشد۔ شروط و
قیود کہ بندہ را بران اطلاع نہ دادہ اند۔

اب ہر طالب حق غور کرکے دیکھے کہ کس طرح خود شیخ عبدالحق صاحب نے بھی حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی طرح بعض شرائط مخفیہ کی وجہ سے عدم ایفاء وعدہ کو تسلیم کرلیا ہے۔ اور جو اعتراض پیدا ہوتا تھا خود اسکا جواب بھی دیدیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ ہم پر تو ہنسی اڑایا کرتے ہیں کہ دیکھو مولوی نورالدین صاحب رض نے محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی کو مرزا صاحب کے کسی لڑکے اور محمدی بیگم کی کسی لڑکی کے درمیان رشتہ ہوجانیکی صورت میں بھی پورا ہو جانا بیان کیا ہے۔ مگر یہاں تو کسی وعدہ کے آخرت میں پورا ہو جانیکو ایفاء وعدہ بھی قرار دیا گیا ہے اصل میں مولوی صاحب بیچارے نہ خود صاحب الہام ہیں نہ کسی صاحب وحی و الہام کو انہوں نے شناخت کیا اس لئے معذور ہیں۔ ورنہ کاملین امت اس بات پر متفق ہیں کہ بعض اوقات باوجود الہام الٰہی کے حق ہونے کے بھی وعدہ پورا نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح نے بھی فیوض الحرمین کے صفحہ ۱۷ میں فرمایا ہے کہ:۔

قد یعد اللہ سبحانہ لواحد من
اہل اللہ موعوداً ثم لا یظہر الامر
علی ما وعد مع کون الالہام
حقاً فلیشکل ہذا علی کثیر من الناس

تحقیق اللہ سبحانہ اہل اللہ میں سے کسی کے ساتھ کوئی وعدہ کرتا ہے۔ پھر نہیں ظاہر کرتا۔ اس امر کو مطابق اسکے جو وعدہ کیا باوجودیکہ الہام حق ہوتا ہے۔ پس یہ امر اکثر لوگوں پر بہت مشکل ہوجاتا ہے۔

اب دیکھیں کیا اہلحدیث ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح اور شیخ عبدالقادر جیلانی رح کو کیا فتویٰ لگاتے ہیں کیونکہ دونوں بزرگ بعض وعدوں کے عدم ایفاء کے قائل ہیں اور غالباً ان بزرگوں کا یہی منشاء ہے کہ بعض شرائط مخفیہ کے باعث وہ موعود ظاہر نہیں ہوتا اور ان شرائط کے ظاہر نہ ہونے کے باعث خود ملہم بھی اگر کچھ اور سمجھ لے تو یہ امر قابل اعتراض نہیں

ص ایفا کردہ

ہے۔ اور نہ اس فہم ملہم کے پورے نہونے پر کوئی اعتراض ہوسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ سید الرسل حضرت خاتم النبیین صلعم نے فرمایا ہے :-

لا تواخذونی بالظن ولکن اذا حدثتکم عن اللہ شیئاً فخذوا بہٖ

یعنی کسی ایسی بات کے عوض جو میرا ظن ہو مجھ سے مواخذہ نہ کرو لیکن ان جو بات میں نے خدا کی وحی سے کہی تو بیشک اس کے متعلق مجھ سے مطالبہ کرو۔

اب شاید مولوی ثناء اللہ صاحب باوجود اہلحدیث ہونے کے حدیث کا بھی انکار کردیں۔ کیونکہ حضرت مولوی صاحب کی تحریر کا منشاء بھی یہی ہے جس کا انکار مولوی صاحب نے بڑے زور سے کیا تھا۔ اور اگر انکا انکار اپنے اندر کوئی معقولیت رکھتا ہے تو بلا شبہ انہیں حدیث کا بھی انکار کرنا چاہیئے۔ ورنہ ہم سمجھیں گے کہ مولوی صاحب کے لینے کے باٹ اور ہیں اور دینے کے اور۔

قمر الدین احمدی۔
از شملہ - ۱۲ اکتوبر [illegible]ء

اہلحدیث کے سوالونکا جواب

وفات مسیح علیہ السلام

دوسرا سوال

مولوی ثناء اللہ صاحب کا دوسرا سوال یہ ہے کہ

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون ۔ اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ۔ سے وفات مسیح ثابت نہیں ہوسکتی اسلئے کہ اموات کے معنی محل موت ہیں اس لئے کہ اموات جمع میت کی ہے۔ اور میت کے معنے ہیں جو ابھی مرا نہو لیکن وہ دائم الحیات بھی نہو بلکہ مرنے والا ہو جیسے انک میت وانھم میتون ۔ تو اموات کا لفظ کسی شخص یا اشخاص پر بولے جانے سے یہ ثابت نہیں کرتا۔ کہ یہ اس وقت میں مردہ ہیں بلکہ غایت سے غایت یہ ثابت ہوتا ہے ۔ کہ وہ شخص یا اشخاص ایسے ہیں کہ موت انپر وارد ہوسکتی ہے ۔ اس سے وفات مسیح کیسے ثابت ہوئی اور قرآن مجید کی غرض وغایت کے بھی مناسب نہیں ۔ اس لئے کہ قرآن مجید کا اثر آئندہ اور گذشتہ دونوں زمانوں کیلئے ہے لیکن اگر اموات کے معنے مردہ ہیں تو صرف گذشتہ زمانے پر ہی دلالت کرتا ہے اور یہ منشاء قرآنی کے خلاف ہے ۔ اور صحیح معنے یہی ہیں کہ گذشتہ معبودان باطلہ بھی محل موت تھے اور آئندہ جو بنائے جائینگے وہ بھی محل موت ہیں ۔ تو اس طرح معبودان مشرکین کو محل موت کہکر شرک کی بیخکنی کردی ۔ انتہی ۔

جواب اوّل

اگر اموات سے مراد محل موت لئے جائیں تو بھی یہ نتیجہ ثابت ہوگا کہ کوئی بھی معبود من دون اللہ ابھی تک نہ مرا ۔ اور نہ قیامت تک مریگا ۔ اسلئے کہ قرآن مجید میں تو اموات کا لفظ ہے جس کے معنی آپ نے یہ کئے کہ جو ابھی تک مرے نہوں بلکہ زندہ ہوں لیکن انپر موت وارد ہوسکتی ہو۔ اور جب تک قرآن مجید رہیگا تب تک اموات کا لفظ بھی رہیگا۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ قرآن مجید تو یہ کہے کہ معبود من دون اللہ ابھی مرے نہیں ۔ اور دوسرے یہ دعویٰ کریں کہ مر گئے ہیں ۔ بہرحال اس آیت کے نزول کے وقت تو آپ کے معنوں کے لحاظ سے کوئی مرا ہوا نہیں ہونا چاہیئے ۔ حالانکہ یہود بقول قرآن مجید وقالت الیہود عزیر ابن اللہ عزیر علیہ السلام کو معبود من دون اللہ مانتے ہیں جیسے کہ عیسائی عیسیٰؑ کو ۔ اور آپ کے نزدیک یہ مسلم بات ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے سوا اور کوئی نبی اب تک زندہ نہیں رہا تو عزیر علیہ السلام پر اموات کا لفظ کیسے صادق آیا جب تک قرآن مجید ان کے مرنے پر کوئی اور دلیل نہ دے ۔ ان کی موت کو کس طرح

جواب دوم

اموات کا لفظ میت کی جمع ہے ۔ اور مَیت اور مَیّت میں فرق تاج العروس اور لسان العرب والوں نے یہ لکھا ہے کہ ”المیت مخففۃ الذی مات بالفعل والمائت الذی لم یمت بعد ولکنہ بصدد ان یموت قال الخلیل انشدنی ابو عمرو

ایا سائلی تفسیر میت و میّت
فدونک قد فسرت ان کنت تعقل
فمن کان ذا روح فذالک میّت
وما المیت الا من الی القبر یحمل

(تاج العروس جلد اول)

مَیت تو اس کو کہتے ہیں جو بالفعل مردہ ہو اور مَیّت اور مائت جو ابھی مرا نہو اور خلیل نے کہا ہے کہ میرے پاس ابو عمرو نے شعر پڑھے ۔ اے میت اور میّت کی تفسیر پوچھنے والے اگر تو عاقل ہے تو جو میں نے تفسیر کی ہے اس کو لے ۔ وہ یہ ہے جو روح والا ہو یعنی زندہ ہو وہ تو میّت ہے اور جو قبر کی طرف لیجائے یعنی بالفعل مردہ ہو وہ میت ہے اور یہی فراء کا مذہب ہے حکایت جوہری لسان العرب والا یا ہے اور اموات میت کی جمع ہے لہٰذا اس کے معنے مردہ بالفعل کے ہونگے اور اس کی دلیل یہ ہے ۔ کہ

حقیقۃ الرؤیا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی اس کتاب سے کسی احمدی کو محروم نہ رہنا چاہیئے کیونکہ حضور نے الہام کشف اور رؤیا اور خواب کے متعلق جو مضامین [illegible] کے متعلق حضور کا ارشاد ہے ”کہ میرے خیال میں اس مضمون کو سمجھے بغیر بہت کم لوگ ابتلاؤں اور ٹھوکروں سے بچ سکتے ہیں“ نہایت وضاحت سے لکھا ہے پس احباب کو چاہیئے کہ اپنے خوابوں کی حقیقت معلوم کرنے اور ابتلاؤں سے بچنے کے لئے ضرور اس کا مطالعہ کریں ۔ جو عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ عمدہ سفید کاغذ پر شائع ہوئی ہے ۔ حجم ۷۰ صفحہ قیمت ۱۰

قبولیت دعا کے طریق

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایسے طریق بتاتے ہیں جنپر عمل کرنے سے دعائیں قبول ہوسکتی ہیں ایک دفعہ ضرور پڑھیے [illegible]

قرآن مجید میں جہاں کہیں اموات کا لفظ آیا ہے وہ انہیں پر آیا ہے جو کہ بالفعل مردہ ہیں جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ تو دیکھو اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اموات کو شہدا پر استعمال کیا ہے جو کہ بالفعل مردہ ہیں اور اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ نہ کہو تم ان کو جو کہ اللہ کے راستہ میں قتل کئے جائیں کہ وہ مرے ہوئے ہیں بلکہ وہ تو خدا تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں لیکن تم اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ تم ان کو زندہ نہیں دیکھتے پھر خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون یعنی تم اموات (مردہ) تھے پس تم کو زندہ کیا۔ پھر تم کو ماریگا۔ پھر اس کے بعد زندہ کریگا۔ پھر خدا کی طرف جاؤ گے اس آیت میں بھی اموات کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی مردہ بالفعل کے ہیں یہ نہیں کہ تم مرنیوالے تھے پھر تم کو زندہ کیا۔ کیونکہ زندہ کو زندہ کیا کرنا؟ اگر کوئی کہے کہ اس آیت میں روحانی مردے مراد ہیں تو کیا خدا تعالیٰ زندہ کر کے پھر روحانی مردے کر دیا کرتا ہے پھر جبکہ مفسرین کا اصول ہے کہ یفسر بعضہ بعضاً (قرآن کا بعض حصہ بعض کی تفسیر کرتا ہے) اسی اصول کو لیتے ہوئے اموات کے معنی جو قرآن نے بیان کئے ہیں لیتے ہیں تو اس آیت کے معنی یہ ہونگے کہ جو معبود من دون اللہ پکارے جاتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے انہوں نے پیدا کیا کرنا وہ تو خود پیدا شدہ ہیں سب کے سب مردہ ہیں بالکل زندہ نہیں اور انکو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے

تیسرا جواب

اگر اموات سے مراد آیۃ میں یہی ہیں کہ محل موت یعنی وہ مرنیوالے ہیں یہ نہیں کہ وہ مر گئے ہیں تو غیر احیاء کا لفظ کیوں لایا گیا غیر احیاء کا لفظ ہی لانا دلالت کرتا ہے کہ اموات سے مراد اس آیۃ میں بالفعل مردہ ہیں اور یہ زائد نہیں لایا گیا اس لئے کہ اموات کو اگر میت کی جمع لیا جائے تو غیر احیاء کے کچھ معنی نہیں بنتے اگر کہو کہ احیاء حی کی جمع ہے اور اس کے معنے دائم الحیات لیتے ہیں تو یہ غلط ہے اس لئے کہ حی کا لفظ بالفعل زندہ کو کہتے ہیں اور مردہ بالفعل حی کی نقیض اور ضد ہے جیسے کہ تاج العروس کے صفحہ ۱۶۳ جلد اول میں لکھا ہے کہ الموت ضد الحیات و مات ضد حیّ۔ کہ موت حیات کی ضد ہے۔ اور مر گیا یہ زندہ کی ضد ہے تو اس لحاظ سے اس آیت کے معنے یہ ہونگے کہ وہ اموات یعنی محل موت ہیں۔ غیر احیاء زندہ نہیں۔ اور اگر دائم الحیات لیں تو پھر غیر احیاء کا لفظ زائد ہو گا۔ اسلئے کہ اموات ہیں تو غیر احیاء کا مطلب ثابت تھا کہ وہ مرنیوالے ہیں پس اموات کے معنے اس آیت میں بالفعل مردہ کے ہیں۔ اور غیر احیاء کا لفظ اسلئے لایا گیا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اموات جمع میت جس کے معنے محل موت ہیں لایا گیا ہے۔ بلکہ میت (جس کے معنے بالفعل مردہ کے ہیں) لایا ہے دوسرا اس لئے کہ اموات سے کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہاں پر روحانی مردے مراد ہیں جسمانی نہیں تو غیر احیاء کا لفظ لا کر بتا دیا کہ وہ بلحاظ جسم کے زندہ نہیں اور مردہ بالفعل ہیں

ایک لطیفہ۔ مولوی صاحب اسی اخبار کے پہلے صفحہ پر اموات کا لفظ لکھ چکے ہیں کہ امرتسر میں جنگی بخار کا زور ہے اور اوسط اموات ڈیڑھ سو تک پہنچ چکی ہے جو کہ مردہ بالفعل کے معنوں میں استعمال کیا ہے ہاں اگر ہم غلط سمجھے ہوں تو مولوی صاحب آئندہ شائع کرا دیں کہ اموات سے مراد میری جو مرنیوالے ہیں وہ تھی۔ انتہی۔

چوتھا جواب

وما یشعرون ایان یبعثون بھی اس بات کا قرینہ ہے کہ اموات سے مراد اس آیۃ میں مردہ بالفعل کے ہیں اسلئے کہ اب معبودان باطلہ کی حالت یہ بتائی ہے کہ ان کو اس وقت معلوم نہیں کہ ان کا کب بعث ہو گا اور یہاں پر بعث بعد الموت کے سوا اور کوئی بعث نہیں ہو سکتا اس لئے کہ پہلے ان کے لئے غیر احیاء فرما دیا ہے اور بعث کے معنے لسان العرب والے نے یہ لکھے ہیں۔ البعث۔ الاحیاء من اللہ تعالیٰ للموتی کما قال اللہ تعالیٰ ثم بعثنٰکم من بعد موتکم پھر لکھا ہے ومن اسمائہ عزوجل الباعث الذی یبعث الخلق ای یحییہم بعد الموت یوم القیامۃ۔ یعنے خدا تعالیٰ کے نام باعث کے معنے یہ ہیں کہ وہ مخلوقات کو ان کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے پس اس آیۃ میں ؟ یوم البعث کو نہ جاننا فرمایا اس بات کی دلیل ہے کہ معبود من دون اللہ مر چکے ہیں ورنہ خدا تعالیٰ یہ فرماتا کہ وہ تو اپنی موت کا دن بھی نہیں جانتے کہ وہ کس دن مرینگے لیکن اس لئے کہ وہ مر چکے تھے کہا کہ ان کو اب قبروں میں پڑے ہوئے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائینگے

پانچواں جواب

مولویصاحب کا یہ فرمانا۔ کہ قرآن مجید کا اثر گذشتہ و آئندہ معبودوں پر ہے اگر اموات کے معنے مردہ بالفعل کے لئے جائیں تو اس طرح صرف گذشتہ زمانے پر ہی دلالت کرتا ہے مولویصاحب اموات کے بالفعل مردہ کے معنی کرنے سے بھی گذشتہ و آئندہ معبودان باطلہ پر قرآن مجید کا یہ حکم صادر ہوتا ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ ثابت کیا ہے کہ دیکھو تم ان کو معبود من دون اللہ بنا رہے ہو۔ وہ تو مردہ ہیں اور تم مردہ کو معبود من دون اللہ بنا رہے ہو اور اس وجہ سے بھی کہ معبود من دون اللہ بنائے ہی موت کے بعد جاتے ہیں مثلاً عزیر کو یہودیوں نے جو ابن اللہ کہا تو کیا اس کے سامنے بنایا ہرگز نہیں بلکہ اس کے مرنے کے بعد بایں وجہ کہ اگر ان کے سامنے ان کو معبود من دون اللہ لوگ بنائیں تو وہ اس کی تردید کر سکتے ہیں کہ میں خدا نہیں اور آئندہ معبودان باطلہ کے لئے یہ آیۃ اس طرح چسپاں ہوتی ہے کہ جب بھی کوئی معبود بنایا جائیگا تو وہ اس کے مرنے کے بعد ہی بنایا جائیگا۔ زندگی کی حالت میں نہیں بنا سکتے ہیں وہ بھی اموات غیر احیاء کے لفظ کے نیچے آجائیگا اب رہی یہ بات کہ ان دونو معنوں سے کونسے اچھے معنی ہیں اور کونسے شرک کی ہلکی کرتے ہیں آپ تو لکھتے ہیں کہ محل موت سے شرک کی ہلکی ہو جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مردہ بالفعل معنے کرنے سے شرک کی زیادہ ہلکی ہوتی ہے کیونکہ جو خود مر چکا ہے وہ کیونکر معبود من دون اللہ ہو سکتا ہے۔

چھٹا جواب

مولویصاحب کی جو غرض محل موت کے معنے کرنے سے تھی یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ ثابت کیا جائے وہ تو پھر بھی ثابت نہیں ہو سکتی ان کی وفات تو قرآن مجید سے سو طرح کی طرح ثابت ہے پس اگر محل موت کے معنے بھی ہم لے لیں تو بھی حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ

دوسری جگہ تو حضرت عیسیٰؑ کا خود قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے آگے اقرار ہے کہ میں عیسائیوں کے توحید پر قائم نہ رہنے سے پہلے ہی مر چکا تھا۔ واذ قال اللّٰہ یعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ قال سبحانک مایکون لی ان اقول ما لیس لی بحق یعنی حضرت عیسیٰؑ کو جب قیامت کے دن پوچھا جائیگا کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنا لو تو وہ جواب دینگے کہ تو تو شرک سے پاک ہے تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں بھلا میں وہ بات کہہ سکتا تھا جس کا مجھے حق نہیں پھر آگے فرماتے ہیں وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کہ میری زندگی میں تو انہوں نے شرک نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو میری وفات کے بعد جسکا مجھے کچھ علم نہیں پس اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں تو ان کو قیامت کے دن یہ جواب دینا چاہیئے تھا کہ انہوں نے مجھے تیرا شریک ٹھہرایا تو تھا لیکن میں نے دوبارہ جا کر صحیح کر دی۔ لیکن یہ جواب نہیں دیا اس لیے بمعنی موت کے معنی کسنے سے بھی آپ کی غرض حاصل نہیں ہو سکتی۔ ورنہ نعوذ باللہ اسوقت زندہ ہوتے ہوئے پھر قیامت کے دن یہ کہنا کہ مجھے پتہ نہیں کذب صریح ہے پس متنازعہ فیہا آیتہ سے بھی وفات مسیحؑ ثابت ہے اس لیے کہ وہ بقول قرآن مجید لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح عیسی ابن مریم معبود من دون اللہ تھے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو معبود من دون اللہ ہیں وہ سب مردہ ہیں لہٰذا حضرت عیسیٰؑ بھی مردہ ہیں۔ فثبت المطلوب

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

جیلانی ـ سکھوانی

درخواست دعا

پیر و نجات احمد قادیان سے بعض اصحاب تا حال بیمار ہیں احباب انکی صحت و سلامتی کیلیئے الحاح سے دعا فرمائیں۔ قیصرانی میں ایک احمدی اور غیر احمدی میں مباہلہ ہوا ہے احباب حق کی کامیابی کیلیئے دعا کریں۔

کیا میرے خطوط ہوتے ہیں

قبول احمدیت کے بعد جب سے میں دارالامان آیا ہوں مختلف خطوط اپنے قدیمی کرم فرما حضرات مدرسہ غائیہ و مدرسہ شمس العلوم کے پاس روانہ کیئے جن میں کسی کا جواب نہیں آیا۔ گویا ؎

کچھ ایسے سو گئے ہیں سونیوالے کہ جاگیں حشر تک قسم ہے

پھر پہلے بھی خطوط بھیجے پر ایک دوست نے اگر کچھ لکھا تو یہ لکھا کہ آئندہ آپ خط نہ بھیجیں۔

پھر ایک طالب علم نے اطلاع دی ہے کہ جب آپکا کوئی خط آتا ہے۔ مدرسہ شمس العلوم اور حلقہ احباب میں ایک ہلچل پڑ جاتی ہے۔ جناب مولنا عبد الماجد صاحب مہتمم مدرسہ شمس العلوم نے تمام مدرسین و طلبا اور دیگر حضرات کو تاکید کہدیا ہے کہ آپکے کسی خط کا جواب ہرگز نہ دیا جائے۔ بلکہ ایک پرانے طالب علم کا نئے سال کیلیئے داخلہ اسوقت کیا گیا جبکہ احمدیوں کے تکفیر نامہ پر دستخط کرا لیئے گئے۔ اب بھی آپکے بعض شاگردوں پر مولنا عبد الماجد صاحب مہتمم مدرسہ و دیگر حضرات یہ شبہ کرتے ہیں کہ وہ خفیہ احمدی ہیں باوجودیکہ یہ طلبا خود انکاری ہیں۔ لیکن پاک دل علماء کو ہرگز ہرگز یقین نہیں آتا۔ بلکہ جناب مولنا قاضی مفتی محمد ابراہیم صاحب مدرس دوم نے تو کمال ہی کر دیا جبکہ آپ نے اپنے ایک شاگرد طالب علم کو لکھا کہ "اپنی تعلیم میں کوشش کرو"۔ قاضی صاحب موصوف نے اس فقرہ کا یہ مطلب نکالا کہ اپنے ساتھی طالبعلموں کو خوب قادیانی بنانے میں کوشش کرو۔

میں کہتا ہوں کہ بیشک بیشک اہل حق بالخصوص آخری خلیفہ محمد رسول اللہ مسیح موعودؑ کی جماعت کا ایک زبردست رعب ہے۔ جو بڑے سے بڑے متکبروں کو لرزاں و ترساں رکھتا ہے۔ لیکن میں نے جو بعض مسئول امور کے متعلق خطوط روانہ کیئے ان کا بھی جواب ندارد۔

التعجب کل العجب

اگر یہ خیال ہو کہ خطوط کا جواب نہیں تا کہ مجھے کچھ تکلیف پہنچے۔ تو یہ نہیں ہے ایسا کچھ خیال ہو خوب سن رکھئے کہ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں جب میں نے ہرگز بڑا اور سچے مسیحؑ کو قبول کیا ہے تو خدا میرے ساتھ ہے۔ وما انتم بمعجزین فی الارض ولا فی السماء۔

ز خویش کر بیگانہ از خدا باشد
فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

خیر یہ تو جو کچھ تھا سو تھا مجھے تعجب یہ ہے کہ میرے خطوط سے ایک قسم کی ہلچل اور سراسیمگی کیوں پیدا ہو جاتی ہے۔ کیا میرے خطوط ہوتے ہیں؟

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

حضور لفٹنٹ گورنر بہادر کا پیغام

اہل پنجاب کے نام

گزشتہ چار سال کا ہنگامہ عظیم ملک معظم اور انکے اتحادیوں کی کامل فتح کے ساتھ اب ختم ہو گیا ہے ہمارے دشمن نے بعد بجز ہتھیار ڈالکر صلح کے ملتجی ہوئے آخر کار ہمیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی ہے میں اس اعلان کے ذریعہ ایثار اور وفاداری کے غیر متزلزل جذبہ کا جو دوران جنگ میں فخر و اندیشہ کے باوجود پنجاب نے ظاہر کیا ہے اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔

ابتداء جنگ سے پنجاب نے اب تک اپنے جیالے فرزند میدان جنگ میں شہنشاہ معظم پر قربان ہونے کیلیئے بھیجے ہیں۔ فرانس اور بلجیم افریقہ اور ایران اور سب سے زیادہ مصر اور فلسطین شام اور عراق عرب میں ان بہادروں نے اپنے ہم وطنوں کے روایات تفاخر کو برقرار رکھا ہندوستان کی سرحدوں کی کامیابی سے حفاظت کی اور جنگ کو فاتحانہ اختتام تک پہنچانے میں اشرف ترین حصہ لیا ہے پنجاب ہمیشہ ان جانباز بہادروں کی یاد تازہ رکھیگا جنہوں نے میدان جنگ میں لڑتے ہوئے جانیں دی ہیں اور جنگ سے واپس آنیوالوں کا تہ دل سے خیر مقدم کریگا اور ساتھ ہی ان کو بھی فراموش نہ کریگا جنہوں نے گو خطرات جنگ میں حصہ نہیں لیا تاہم صوبہ میں امن و امان برقرار رکھنے اور میدان جنگ میں افواج کی تعداد کو قائم رکھنے مجروحین و مصیبت زدوں کی اعانت کرنے میں امداد دی ہے۔

صداقت الاسلام

دیانندی شبہات کا قلع قمع

(از جناب مولوی ابو محمد محفوظ الحق علمی)

(۶)

ستیارتھ پرکاش دیوصاحب نے قرآن کریم پر ایک یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ "از روئے قرآن اللہ رسول وصرف مسلمانوں حاکموں کی تابعداری کرنی چاہیئے (سورہ نساء رکوع ۵) اے ایمان والو حکم مانو اللہ رسول اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہوں اس آیت میں صاف اور کھلے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ و رسول و مسلمان امیر کے سوا کسی کا حکم مت مانو"

جس آیت کا یہ ترجمہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اس کے متعلق اولاً یہ عرض ہے کہ اس میں جو مِنکُم آیا ہے۔ اس کے معنے تم پر کے ہیں اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان حکام کی اطاعت کرو جو تم پر حاکم ہوں کیونکہ مِن بمعنی علیٰ بھی آتا ہے مثلاً آیت ونصرناہ من القوم الذین کذبوا ہم نے اس کو تکذیب کرنے والوں پر مدد دی۔ پس جیسا کہ آیت ہذا میں مِن بمعنے علیٰ ہے اسی طرح اولی الامر منکم میں بھی ہے یعنی اے مسلمانوں جو تم پر اولی الامر (حاکم) ہوں ان کی اطاعت کرو اور اس لفظ کے بڑھانے میں حکمت یہ ہے اگر صرف اولی الامر ہی ہوتا اور منکم نہ ہوتا تو یہ مشکل پڑتی کہ کون سے اولی الامر کی اطاعت کی جائے کیا اگر کسی دوسرے ملک کا بادشاہ کوئی حکم دے تو اسے بھی ماننا چاہیئے اس مشکل کو دور کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے حکم فرما دیا کہ جو تم پر حاکم ہو اس کی اطاعت کرنی تمہارا فرض ہے۔ اور یہ ایک زبردست پرامن تعلیم ہے۔

ثانیاً۔ مِنکُم سے مراد مِن جنسکم ہے جس طرح اس آیت میں الم یاتکم رسل منکم کہ کیا تمہاری جنس انسانی میں سے تمہارے پاس رسول نہ آئے تھے پس جس طرح اس آیت میں نہ تو ہم مذہب ترجمہ کیا جا سکتا ہے نہ ہم قوم اسی طرح اولی الامر منکم سے بھی ہم مذہب یا ہم قوم مراد نہیں ہیں پھر اس سے یہ سمجھنا کہ مسلمان امیر کے سوا کسی کا حکم مت مانو" معترض کی کم علمی نہیں تو اور کیا ہی۔

ثالثاً۔ اگر منکم سے مراد ہم مذہب یا ہم قوم فرضاً تسلیم بھی کر لئے جائیں تو بھی یہ نتیجہ غلط ہے۔ کہ مسلمان امیر کے سوا کسی کا حکم مت مانو۔ کیونکہ اس سے مسلمان حکمرانوں کے حکم ماننے کی تاکید ہے نہ یہ کہ غیر مسلمان حکام کے حکم ماننے کی ممانعت۔

رابعاً۔ علاوہ مسلم حکام یا اسلامی سلطنت کے ہر سلطنت سے جس کے ماتحت مسلمان ہوں مسلمانوں کو بغاوت سے روکا گیا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔ مسلمانو۔ خدا تمہیں انصاف اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنیکا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے اور بغاوت سے منع فرماتا ہے۔ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ تا کہ تم (ان باتوں کا) خیال رکھو" پس ہمارے خدا نے ہمیں یہ تعلیم دی اور یہی ہمارا خمیر ہے آریوں کو خدا چشم بصیرت اور راہِ ہدایت بخشے کہ ایسی لایعنی باتوں سے باز آئیں ؎

او نفاد شمن جفا جو تند خو
پھر کبھی کرنا نہ ایسی گفتگو

ضروری گزارش

احباب الفضل کی خریداری بذریعہ وی پی [illegible]

فتح کی خوشی

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ جنگ جس کا کہ تلوار اثر دنیا کے ہر حصہ میں عذاب عظیم بن کر چھا رہا تھا۔ اب گورنمنٹ برطانیہ کی عظیم الشان فتح کیساتھ ختم ہوئی ہے۔ جو کہ ہماری جماعت کے لئے کئی قسم کی خوشیوں کا موجب ہے۔ سب سے بڑی خوشی تو ہمارے لئے یہ ہے کہ حضور اقدس نے جنگ کی پیشگوئی فرما کر اپنی جماعت کو سلطنت برطانیہ کی فتح کے لئے دعا کرنے کی ہدایت فرمائی تھی اور خود بھی برطانیہ کی فتح کے لئے خاص دعا کی تھی اب اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر حضور کی قبولیت دعا کو تمام عالم پر روز روشن کیطرح چمکا دیا اور اس قدر ایسے نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ جن کو احمدی ہر ملک وملت کے سامنے بہت آسانی سے بطور حجت پیش کر سکتے ہیں پھر خدا کا ایک بہت بڑا فضل یہ ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ کا اقتدار و اثر اور بھی زیادہ بڑھنے سے وہ ممالک بھی احمدیت کی تبلیغ کیلئے کھل گئے ہیں جو اب تک بالکل بند تھے اور جہاں بالخصوص احمدیت کی تبلیغ کی بڑی ضرورت تھی چنانچہ اب احمدی جماعت کے امتحان کا وقت آگیا ہے جیسا کہ میں نے بہ حیثیت محاسب صدر انجمن احمدیہ اڑتالیس ہزار کی تحریک کرتے ہوئے کچھ دن پہلے احباب کی خدمت میں عرض کیا تھا اور جس کے لئے امید ہے کہ زیادہ زیادہ ہمتوں کا انتظار نہ فرمائینگے۔ پس احمدی جماعت کے لئے چونکہ یہ فتح بڑی خوشیوں کا موقعہ ہے اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا منشاء ہے کہ احمدی جماعت و احمدی افراد جہاں ہوں اس خوشی میں مقامی حکام کا پورا ساتھ دیں اور اس خوشی کے اظہار میں حصہ لیں حضور نے خود بھی تمام جماعت کی طرف سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ

گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے ہیں اور پانسو روپیہ اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب کیخدمت میں بھی اظہار خوشی کیلئے ارسال فرمائے ہیں اور چونکہ یہ رقم تمام جماعت کیطرف سے بھیجی گئی ہے اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا ہے کہ "میری طرف سے تمام جماعت کو تحریک کی جائے کہ ہر جگہ سے صاحب استطاعت احباب اس چندہ میں حصہ لیکر مبلغ چھ ہزار روپیہ کی رقم جلد پوری کردیں"۔ مجھے امید ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی یہ تحریک اخبار پڑھنے والے احباب باقی دوستوں کو بھی پہنچادیں گے اور تمام اس قسم کی رقوم "چندہ فتح" کی مد میں محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کیلئے نام ارسال کی جائینگی۔ والسلام

نیازمند
عبدالمغنی سیکرٹری انجمن احمدیہ
برائے امداد جنگ - قادیان دارالامان

صلح کی خوشی میں جلسہ

گورنمنٹ گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء کو صوبہ پنجاب میں صلح کی خوشی میں تمام تعطیل ہوگی - اور ہر جگہ جلسے منعقد کئے جائینگے احمدی احباب بھی اس تاریخ مقامی جلسوں میں حصہ لیں -

یورپ کی خبریں

روما ۱۶ نومبر - اطالوی آسٹریا میں بڑھتے ہوئے ٹریوڈو -

آسٹریا میں اطالوی داخلہ نواکو - اڈاسکر - انڈر اعد ڈول میں داخل ہو گئے -

لنڈن میں تار شکرانہ لنڈن ۱۷ نومبر آج تمام گرجاؤں میں نماز شکرانہ پڑھی گئی ہیٹ منسٹر ایبے - اور سینٹ پال کے گرجاؤں میں بہت سے پادری اور امیر کے سپاہی موجود تھے حضور ملک معظم اور ملکہ معظمہ بھی نماز شکرانہ میں شریک تھیں -

خالی کردہ مقامات میں انگریزی قبضہ لنڈن ۱۸ نومبر رپورٹر کا نامہ نگار برطانوی ہیڈکوارٹر سے کل بذریعہ تار مطلع کرتا ہے کہ ان کی جانب ہم برابر بڑھ رہی ہیں صبح کے بعد ہی چند خفیف دستے بینڈ بجاتے اور قومی گیت گاتے روانہ ہو گئے ہماری نقل و حرکت یہ سمجھ کر ہو رہی ہے کہ ہم دشمن کے ملک میں پیشقدمی کر رہے ہیں وجہ ہمارے سامان اور طاقت کی تشریح غیر ممکن ہے سپاہی ان سنتریوں کی چوکیوں سے آگے نہیں بڑھتے جو التوائے جنگ کے شرائط کے بموجب سرحد پر رکھی گئی ہیں -

قیصر کی حوالگی کا مطالبہ لنڈن ۱۸ نومبر ڈیلی گرافک سنڈے دارالعوام کے اکثر ممبروں کی رائیں شائع کی ہیں جو اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ قیصر کو اتحادیوں کی نگرانی میں حوالہ کر دینا چاہیئے -

لنڈن کے ڈچ باشندوں کا مطالبہ لنڈن ۱۹ نومبر - لنڈن میں جو ہالینڈ کے لوگ ہیں انہوں نے تار کیا بھیجی ہے کہ ہالینڈ کو دنیا کے سب سے بڑے مجرم کو پناہ نہ دینی چاہئے

قیصر پھر جرمنی آجائینگے لنڈن ۱۸ نومبر نوکان ٹرنگیر کا مظہر ہے - کہ معزول قیصر ہالینڈ میں بدامنیوں کی وجہ سے شاید جرمنی میں واپس آجائیں

شاہ بلجیم کا داخلہ ملتوی ہوگیا لنڈن ۱۶ نومبر - رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ شاہ اور ملکہ بلجیم نے بروسیلز میں اپنا داخلہ ملتوی کردیا ہے -

باکو پر انگریزی قبضہ - لنڈن ۱۸ نومبر - دفتر جنگ نے اعلان کیا ہے کہ روسی اور انگریزی سپاہیوں نے ۱۷ نومبر کو باکو پر قبضہ کرلیا ہے -

سامان خوراک پر گورنمنٹ کا قبضہ - لنڈن ۱۴ نومبر دارالعوام میں قرضہ جنگ کے متعلق بحث کرتے ہوئے مسٹر کلائنس نے بیان کیا کہ سامان خوراک پر وہ تیز قیمتوں کی تعین کے مسئلہ کے متعلق گورنمنٹ اسوقت تک اپنا قبضہ رکھیگی جس وقت تک معمولی صورت حال بحال نہ ہوگی -

ہندوستان کی خبریں

جدید لفٹنٹ گورنر پنجاب - اس امر کا اعلان ہو گیا ہے - کہ سر ایڈورڈ میکلاگن بالقابہ موجودہ سیکرٹری صیغہ تعلیم گورنمنٹ ہند ہزآنر سر مائیکل اڈوائر بہادر کے ریٹائر ہونے پر پنجاب کے لفٹنٹ گورنر بنینگے -

ہز ایکسلینسی وائسرائے دہلی میں ہز ایکسلینسی وائسرائے معہ اپنے ہمراہیوں کی کے پنجشنبہ کی صبح کو دہلی پہنچ گئے -

مہاراجہ بیکانیر صلح کی کانفرنس میں ہز ہائنس مہاراجہ صاحب ہندوستان کے والیان ریاست کی طرف سے صلح کی کانفرنس میں نمائندگی کی غرض سے فوراً انگلستان روانہ ہوجائینگے -

سر ایڈورڈ میکلاگن کی واپسی انگلستان سر ایڈورڈ میکلاگن معہ لیڈی صاحبہ کے عنقریب کچھ دنوں کی رخصت پر انگلستان جانیوالے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ آخر مارچ میں وہ واپس آکر اپنے جدید عہدہ لفٹنٹ گورنری پنجاب کا چارج لینگے -

مسز بیسنٹ امیدوار پارلیمنٹ مسز بیسنٹ سے برطانوی پارلیمنٹ کی امیدواری کی درخواست کی گئی ہے - اور اس کے اخراجات فراہم ہو گئے ہیں مسز بیسنٹ نے لیبر پارٹی کی طرف سے امیدواری قبول کرلی ہے -

(باہتمام شیخ محمد [illegible] مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں [illegible] مینیجر مالکان کیلئے شائع ہوا)